# منگھڑت حدیث

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے چہرہ انور کی
روشنی سے کھوئی ہوئی سوئی مل گئی

کی تحقیق

## مفتی عبید رضا مدنی کا رد بلیغ


مصنف

خادم الحدیث سید محمد عاقب حسین

# مقدمة تحقیق

ہم نے 5 ذو الحجہ 1443ھ کو ایک تحقیق لکھی جس میں نبی ﷺ کی طرف منسوب ایک جھوٹی روایت کی نشاندہی کی اور اس روایت کو اصول محدثین پر اور کلام محدثین کی روشنی میں موضوع ثابت کیا ابھی دو دن پہلے ہمارے ایک عزیز نے ہمیں ایک پی ڈی ایف سینڈ کی جس میں مفتی عبید رضا مدنی صاحب نے ہمارے دلائل کا جواب دینے کی اور اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہم اپنی اس پی ڈی ایف میں مفتی عبید رضا صاحب کی پی ڈی ایف کے صفحات بھی نقل کریں گے تاکہ احباب ان کا کلام پڑھ سکیں اور پھر ان کے اصول حدیث اور منہج محدثین سے ناواقفیت پر مبنی کلام کا تعاقب بھی کریں گے لہذا سب سے پہلے ہم اپنی گزشتہ تحقیق یہاں نقل کریں گے اس کے بعد اس تحقیق پر جو عبید رضا صاحب نے رد لکھنے کی کوشش کی وہ نقل کرکے جواب دینا شروع کریں گے .

---

## نبی ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی ملنے کے واقعے کی تحقیق

یہ واقعہ اکثر خطباء اور واعظین بیان کرتے ہیں اور فیضان عائشہ صدیقہ نامی کتاب میں صفحہ نمبر 483 پر بھی اس واقعے کو شامل کیا گیا ہے مگر یہ واقعہ جھوٹا ہے یہ روایت موضوع ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے .

اس واقعے کو باسند 3 آئمہ کرام نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے :

1 : امام ابوالقاسم ابن عساکر م571ھ رحمہ اللہ
2 : ابوالقاسم اسماعیل اصبہانی م535ھ رحمہ اللہ
3 : ابو العباس احمد المقدسی م623ھ رحمہ اللہ

تینوں اسناد میں علت مشترکہ ہے جس کی بنا پر یہ روایت موضوع ہے .

أخبرنا أبو محمد الحسين بن أحمد السمرقندي الحافظ بنيسابور أنا أبو إبراهيم إسماعيل بن عيسى بن عبد الله التاجر السمرقندي بها ثنا أبو الحسن علي بن محمد بن يحيي بن الفضل بن عبد الله الفارسي ثنا أبو الحسن محمد بن علي بن الحسين الجرجاني الحافظ بسمرقند ثنا مسعدة بن بكر الفرغاني بمرو وأنا سألته فأملى علي بعد جهد ثنا محمد بن أحمد بن أبي عون ثنا عمار بن الحسن ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق بن يسار عن يزيد بن رومان وصالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها قالت استعرت من حفصة بنت رواحة إبرة كنت أخيط بها ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت عني الإبرة فطلبتها فلم أقدر عليها فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فتبينت الإبرة لشعاع نور وجهه فضحكت فقال يا حميراء بم ضحكت قلت كان كيت وكيت فنادى بأعلى صوته يا عائشة الويل ثم الويل ثلاثا لمن حرم النظر إلى هذا الوجه

( كتاب دلائل النبوة لإسماعيل لأصبهاني : 117 )

ترجمہ :- حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف منسوب ہے کہ میں نے حفصہ بنت رواحہ سے ایک سوئی ادھار لی جس کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سی رہی تھی وہ سوئی گر گئی میں نے تلاش کیا لیکن نہ مل سکی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرے کے نور سے وہ سوئی چمک اٹھی میں ہنسنے لگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمیرا آپ کیوں ہنسی ہیں ؟ میں نے واقعہ سنایا آپ ﷺ نے بلند آواز سے پکار کر تین مرتبہ فرمایا عائشہ اس شخص کے لیے ویل ہے جو اس چہرے کو دیکھنے سے محروم رہا ہر مؤمن اور ہر کافر میرے چہرے کو دیکھنا چاہتا ہے .

(کتاب تاریخ دمشق لابن عساکر 3/310 )

(کتاب جزء من تخریج أحمد بن عبد الواحد البخاري ص12 )

*نوٹ* ترجمہ تمام طریق کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے

اس روایت کی سند میں *" مسعدة بن بكر الفرغاني "* متہم بالوضع راوی ہے یعنی اس پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے . اور ائمہ کرام نے اس کے روایت کردہ اس قصے کو واضح طور پر موضوع اور باطل قرار دیا .

امام جرح و تعدیل حافظ شمس الدین ذہبی م748ھ رحمہ اللہ نے فرمایا:

مسعدة بن بكر الفرغانی عن محمد بن أحمد ابن عون بخبر كذب

مسعدة بن بکر نے محمد بن احمد ابن عون کے واسطے سے جھوٹی روایت بیان کی.

(کتاب میزان الاعتدال :- 8464)

***نوٹ*** محمد بن احمد ابن عون کے واسطے سے اس نے یہی روایت بیان کی ہے جو اوپر گزر چکی

اسی طرح امام ابن عراق الکنانی م963ھ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو جھوٹ قرار دیا۔

مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد بن أبي عون بخبر كذب

(كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة 1/117)

اسی طرح امام ابو الحجاج المزی م742ھ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو باطل قرار دیا:

كل حديث فيه "الحميراء" باطل إلا حديثا في الصوم في سنن النسائي

ہر وہ حدیث جس میں سیدہ عائشہ کو حمیرا کہہ کر پکارا گیا ہے جھوٹی ہے سوائے سنن نسائی کی حدیث کے (وہ صحیح ہے اور اس کے علاوہ بھی ایک دو اور روایتیں ہیں جو کہ مقبول ہیں جن کی آئمہ نے صراحت کر دی ہے)

امام بدرالدین زرکشی اور حافظ ابن کثیر نے امام مزی کی موافقت کی

(كتاب الإجابة لإيراد ما استدركته عائشة على الصحابة ط المكتب الإسلامي ص58)

علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی یہی فرمایا.

(کتاب المنار المنیف فی الصحیح والضعیف ص10)

زیر بحث روایت میں بھی سیدہ عائشہ کو حمیرا کہہ کر پکارا گیا ہے (اور یہ ان روایات میں سے نہیں جو کہ مقبول ہیں) لہذا امام مزی، امام بدرالدین زرکشی، اور حافظ ابن کثیر اور علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہمُ اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت باطل ہے.

مسعدۃ بن بکر الفرغانی کی ایک اور روایت کو ذکر کرکے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو جھوٹا قرار دیا اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے موافقت کی.

(کتاب لسان المیزان 6/22)

نیز روایت کی سند میں اور بھی علتیں ہیں تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ یہ روایت آئمہ کرام کی تصریحات سے اور سند میں واقع علت کی بنا پر موضوع ہے اس کی نسبت نبی علیہ الصلاۃ و السلام کی طرف کرنا حرام ہے.

فقط واللہ و رسولہٗ اعلم بالصواب

خادم الحدیث النبوی ﷺ سید محمد عاقب حسین رضوی

مؤرخہ 5 ذو الحجہ 1443ھ

**یہ تھی ہماری گزشتہ تحقیق جس کا رد لکھنے کی مفتی عبید رضا مدنی صاحب نے کوشش کی اب ہم ان کی پی ڈی ایف کے صفحات نقل کرتے ہیں.**

## حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی روشنی سے کھوئی ہوئی سوئی مل گئی

تحریر: عبید رضا المدنی

### اس حدیث پر اعتراض کا جواب

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک سے وہ سوئی جو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہاتھ سے گر گئی اور اندھیرے کی وجہ سے مل نہیں رہی تھی وہ مل گئی۔ یہ حدیث مبارک سنداً ضعیف ہے اور چونکہ باب فضائل سے تعلق رکھتی ہے اس لیے اس کو روایت وبیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کسی محدث نے اس کو موضوع نہیں کہا، عصر حاضر میں بعض حضرات نے اس کو موضوع کہدیا اور بے سمجھے اس پر وہ اعتراض کیے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انہیں فن حدیث تو دور عربی عبارت کی بھی صحیح سمجھ نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ اس حدیث کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کو امام اسماعیل اصبہانی نے دلائل النبوۃ میں، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور امام احمد بن عبدالواحد نے اپنے ایک جزء میں سنداً بیان کی ہے:

۱: دلائل النبوة لأبي القاسم إسماعيل بن محمد الأصبهاني ٣/٩٦١-٩٦٢ رقم الحديث: ١٥٥ مطبوعة دارالعاصمة.

۲: تاريخ دمشق لابن عساكر ٣/٣١٠ دارالفكر

۳: جزء من تخريج عبدالواحد ١٢ مخطوط

٤: نیز اس حدیث کو محمد بن ابراہیم الخرکوشی النیشاپوری (المتوفی : 406ھ) نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں بیان فرمایا۔

انظر مناحل الشفا ومناهل الصفا بتحقيق كتاب شرف المصطفى للنيسابوري ٢-١٠١ باب في ذكر صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصل في ذكر الآية في وجهه الشريف وعقله المنيف مطبوعة دارالبشائر الإسلامية.

٥: امام علی بن (سلطان) محمد 'ابوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری (المتوفی : 1014ھ) نے اپنی کتب شرح الشفاء میں بیان فرمائی ہے

شرح الشفاء للهروي ١-١٥٩ الباب الثاني فصل في تكميل الله تعالى له المحاسن خلقا و خلقا مطبوعة دارالكتب العلمية.

٦: امام سیوطی اور المتقی الہندی نے اس حدیث کو امام دیلمی کی طرف منسوب کرتے ہوئے نقل فرمایا:

الجامع الكبير ٤٣٢/٢٣ رقم الحديث: ٦٧٣ مطبوعة: دارالسعادة

٧: امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس حدیث کو القول البدیع میں نقل فرمایا ہے۔ القول البديع ص ١٥٣ طبع دار الريان

امام سیوطی نے اس حدیث کو خصائص الکبری میں تحریر فرمایا اور الخصائص الکبری کے مقدمہ میں امام سیوطی نے خود ارشاد فرمایا کہ "أوردت فيه كلما ورد ونزهته عن الأخبار الموضوعة (الخصائص الكبرى ١-٤)" یعنی میں نے اپنی کتاب کو موضوعات احادیث سے پاک رکھا ہے۔

الخصائص الكبرى ١-١٠٧ دارالكتب العلمية بيروت

## حدیث پاک پر ہونے والے اعتراض

اعتراض نمبر 1 : اس حدیث کی سند میں مسعدۃ بن بکر الفرغانی راوی ہیں جو کہ متہم بالوضع ہیں جس کی وجہ سے یہ حدیث موضوع ہے۔

اعتراض نمبر 2 : اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو "یا حمیراء" کے الفاظ سے پکارا گیا ہے اور امام مزی نے فرمایا: "كل حديث فيه "الحميراء" باطل إلا حديثا في الصوم في سنن النسائي" اس جزئیہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

## الجواب

بالترتیب جوابات ملاحظہ فرمائیں :

1 : مسعدۃ بن بکر الفرغانی کو متہم بالوضع کہنا دعوی بلا دلیل ہے۔

کیونکہ کسی ائمہ جرح و تعدیل سے ان کی جرح بطور کذب ثابت نہیں ہاں جو ان کے متعلق امام ذہبی کا یہ کہنا ہے کہ " مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد بن أبي عون بخبر كذب (ميزان الإعتدال ٩٨/٤)"

اور یہ بات واضح ہے کہ کسی حدیث باطل کے روایت کرنے سے راوی کا متہم ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ بسا اوقات وہم کی بنیاد پر بھی خبر باطل یہ موضوع حدیث روایت کر جاتے ہیں کما لا یخفی

اس میں ایک خبر کے کذب ہونے کا بیان ہے اور خبر کونسی ہے یہ معلوم نہیں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے : " لم أقف علي الخبر بعد "یعنی مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ خبر کونسی ہے۔

**لیکن..!** حیرت کی بات یہ ہے کہ حافظ الحدیث امام ابن حجر العسقلانی جیسے جہبذ یہ فرمارہے ہیں کہ مجھے اس حدیث کا پتہ نہ چل سکا لیکن ہمارے دور کے ایک محقق کہتے ہیں کہ امام ذہبی کی اس حدیث سے مراد یہ مذکورہ حدیث ہے اور پھر اس کے بعد قبلہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے اس کے علاوہ ان کی ایک اور موضوع حدیث نقل کی ہے حالانکہ ابن حجر عسقلانی نے امام دار قطنی کی عبارت سے ان پر وہم کا واقع ہونا بیان کیا ہے یہ بھی ان کے کاذب ہونے کو لازم نہیں آتا۔ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں پھر اس کے بعد لسان المیزان کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں : مسعدۃ بن بکر الفرغانی کی ایک اور روایت کو ذکر کر کے امام دار قطنی رحمہ اللہ نے بھی اس کو جھوٹا قرار دیا اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے موافقت کی ." حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا وہ اور امام دار قطنی رحمہ اللہ تعالی ان کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں : ولم أقف على الخبر بعد وقد وجدت له حديثا آخر پھر دوسری حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں : قال الدارقطني: هذا باطل بهذا الإسناد، والحسن وأبو مصعب ثقتان ولكن هذا الشيخ توهمه فمر فيه وانقلب عليه إسناده , والله أعلم.(لسان الميزان ج ٨ ص ٣٩ ) غور فرمائیں امام دار قطنی رحمہ اللہ تعالی ان کے لیے وہم کے الفاظ استعمال فرمارہے ہیں اور قبلہ محترم محقق صاحب 'امام دار قطنی کی طرف یہ منسوب کر رہے ہیں کہ انہوں نے مسعدہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی فرمارہے ہیں مجھے اس باطل خبر کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا جبکہ ہمارے محترم فرمارہے ہیں کہ یہی وہ خبر کاذب یہی ہے۔ کیا طرفہ تماشہ ہے۔ پھر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی کے شاگرد امام سخاوی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب القول البدیع میں اسے بغیر کسی تردید کے نقل فرمارہے ہیں جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مجاز اور

شاگردوں کے شاگرد علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی اس کو اپنی اس کتاب میں نقل فرمارہے ہیں جس کے بارے میں فرماتے ہیں میں اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں لایا۔

2 : یہ جو کہا گیا کہ جس بھی حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو "یا حمیراء" کے الفاظ سے پکارا گیا وہ موضوع ہے اور اس پر امام جمال الدین یوس المزنی کے قول کو بھی بیان کیا گیا اپنی جگہ یہ قول درست ہے۔ اس طرح کے کئی اقوال کتب اصول ورجال میں مذکور ہوتے ہیں لیکن علما مسلسل ان میں استثناءات بیان کرتے رہتے ہیں یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ امام مزی علیہ الرحمہ کے اس قول کے متعلق ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکاۃ المصابیح کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں فرماتے ہیں :

قال ابن حجر: " نقل عن الإمام جمال الدين يوسف المزني أنه قال: كل حديث فيه يا حميراء فهو موضوع والله تعالى أعلم " **هذه المقالة لا تصح على عمومها** لأن مجرد اشتمال الحديث على " يا حميراء " لا يدل على الوضع، نعم إن وجد معه أسباب أخر تدل على الوضع يحكم به وإلا فلا (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ١٧٨/٦ مطبوعة كوئته)

**ترجمہ :** حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ امام جمال الدین بن یوسف المزنی سے منقول ہے کہ : "ہر حدیث جس میں یا حمیراء ہو تو وہ موضوع ہے واللہ اعلم" یہ قول عمومیت کیساتھ درست نہیں کیونکہ محض حدیث کا یا حمیراء پر مشتمل ہونا وضع پر دلالت نہیں کرتا ہاں اگر کوئی اور وجوہات پائی جائیں جو وضع پر دلالت کریں تب ہی اس کی وضع کا حکم ہوگا ورنہ نہیں۔

اب یہاں چند وہ احادیث ذکر کی جائیں گیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو "یا حمیراء" کے الفاظ سے پکارا گیا ہے اور وہ موضوع بھی نہیں ہیں :

- حدثنا عمار بن خالد الواسطي قال: حدثنا علي بن غراب، عن زهير بن مرزوق، عن علي بن زيد بن جدعان، عن سعيد بن المسيب، عن عائشة، أنها قالت: يا رسول الله ما الشيء الذي لا يحل منعه؟ قال: «الماء، والملح، والنار» ، قالت: قلت: يا رسول الله هذا الماء قد عرفناه، فما بال الملح والنار؟ قال: «**يا حميراء** من أعطى نارا، فكأنما تصدق بجميع ما أنضجت تلك النار، ومن أعطى ملحا، فكأنما تصدق بجميع ما طيب ذلك الملح، ومن سقى مسلما شربة

من ماء، حيث يوجد الماء، فكأنما أعتق رقبة، ومن سقى مسلما شربة من ماء، حيث لا يوجد الماء، فكأنما أحياها» (سنن ابن ماجة ٤٨٤ كتاب الرهون باب المسلمون شركاء في ثلاث رقم الحديث ٢٤٧٤ مطبوعة دار ابن كثير)

**اس حدیث کے تحت امام بوصیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:**

"هذا إسناد ضعيف لضعف علي بن جدعان"(مصباح الزجاجة ٣-٨١ دارالعربية بيروت)

- حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد، ثنا أحمد بن نصر، ثنا أبو نعيم الفضل بن دكين، ثنا عبد الجبار بن الورد، عن عمار الدهني، عن سالم بن أبي الجعد، عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم خروج بعض أمهات المؤمنين، فضحكت عائشة، فقال: «**انظري يا حميراء**، أن لا تكوني أنت» ثم التفت إلى علي فقال: «إن وليت من أمرها شيئا فارفق بها» (المستدرك للحاكم ٦/٣٢-٣٣ ذكر بيعة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رقم الحديث ٤٦٥٨ مطبوعة دارالمنهاج)
- حدثنا عبد الله بن سعيد بن يحيى الرقي، ثنا أحمد بن أبي شيبة الرهاوي، ثنا أبو قتادة الحراني، ثنا سفيان الثوري، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: كنت أرى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل فاطمة، فقلت: يا رسول الله إني أراك تفعل شيئا ما كنت أراك تفعله من قبل فقال لي: «**يا حميراء**، إنه لما كان ليلة أسري بي إلى السماء أدخلت الجنة، فوقفت على شجرة من شجر الجنة لم أرى في الجنة شجرة هي أحسن منها حسنا، ولا أبيض منها ورقة، ولا أطيب منها ثمرة فتناولت ثمرة من ثمرتها فأكلتها فصارت نطفة في صلبي، فلما هبطت الأرض واقعت خديجة فحملت بفاطمة، فإذا أنا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت ريح فاطمة، **يا حميراء**، إن فاطمة ليست كنساء الآدميين ولا تعتل كما يعتلون» (المعجم الكبير للطبراني ٢٢-٤٠٠ مطبوعة القاهرة)

**اس حدیث کے تحت امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

رواه الطبراني، وفيه أبو قتادة الحراني، وثقه أحمد وقال: كان يتحرى الصدق، وأنكر على من نسبه إلى الكذب، وضعفه البخاري وغيره، وقال بعضهم: متروك، وفيه من لم أعرفه أيضا، وقد ذكر هذا الحديث في ترجمته في الميزان. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ٩-٣٢٦ كتاب المناقب باب مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم رقم الحديث: ١٥١٩٧ مطبوعة دارالفكر)

- **أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يوسف بن أحمد الأصبهاني، أنا أبو سعيد بن الأعرابي، وأخبرنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران المعدل ببغداد، أنا إسماعيل بن محمد الصفار، قال: حدثنا سعدان بن نصر، ثنا خالد بن إسماعيل، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: أسخنت ماء في الشمس، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: " لا تفعلي يا حميراء، فإنه يورث البرص ". (السنن الكبرى للبيهقي ١١/١ مطبوعة دارالكتب العلمية)**

**اس حدیث کے متعلق امام عینی عمدۃ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں:**

روي من حديث هشام بن عروة عن أبيه " عن عائشة قالت استخنت ماء في الشمس فقال النبي - صلى الله عليه وسلم - لا تفعلي يا حميراء فإنه يورث البرص " وهذا الحديث وإن كان ضعيفا ففيه ذكر الحميراء (عمدة القاري شرح صحيح البخاري ١٥٦/٥ مطبوعة دارالفكر)

اس کے علاوہ اور بھی احادیث طیبہ اس نظیر کی موجود ہیں۔

## نتیجہ

لہٰذا ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث پاک جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی روشنی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سوئی ڈھونڈنے والا واقعہ بیان کیا گیا موضوع نہیں بلکہ یہ حدیث فقط سنداً ضعیف ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ **فضائل میں حدیث ضعیف مقبول ہے۔**

**واللہ اعلم بالصواب**

مفتی موصوف کی پی ڈی ایف کے صفحات ہم نے نقل کئے یقیناً احباب نے پڑھے ہونگے ان صفحات میں سے ڈیڑھ صفحے پر تو انہوں نے روایت کی تخریج کی جس پر نہ ہمیں کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی انہیں ہماری تخریج پر کوئی اعتراض ہے باقی اگلے صفحات پر جو مفتی صاحب نے کلام کیا ہے اس کو ہم نیچے پوائنٹس کی صورت میں لکھتے جائیں گے اور جواب دیتے جائیں گے تاکہ احباب کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ کس اعتراض کا جواب دیا جارہا ہے.

❶ مفتی صاحب اعتراض فرماتے ہیں (مسعدۃ بن بکر الفرغانی کو متہم بالوضع کہنا دعویٰ بلا دلیل ہے)

## الجواب بعون الملک الوهاب

مسعدۃ بن بکر الفرغانی متہم بالوضع راوی ہے ہم نے اپنے اس دعوے پر دلائل بھی دیے لیکن شاید مفتی صاحب ان دلائل کو سمجھ نہیں سکے اس کے متہم بالوضع ہونے پر دلائل ملاحظہ ہوں.

① امام جرح و تعدیل حافظ شمس الدین ذہبی م748ھ رحمہ اللہ نے فرمایا:

مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد ابن عون بخبر كذب

مسعدۃ بن بکر نے محمد بن احمد ابن عون کے واسطے سے جھوٹی روایت بیان کی.

(کتاب میزان الاعتدال :- 8464)

② اسی طرح امام ابن عراق الکنانی م963ھ رحمہ اللہ نے بھی فرمایا۔

مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد بن أبي عون بخبر كذب

(كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة 1/117)

③ اسی طرح امام دارقطنی م385ھ رحمہ اللہ نے بھی اس کی روایت کو باطل قرار دیا.

قال الدارقطني في غرائب مالك: حدثنا أبو سعيد مسعدة بن بكر بن يوسف الفرغاني قدم حاجا حدثنا الحسن بن سفيان حدثنا أبو مصعب عن مالك عن نافع عن ابن عمر رفعه: مثل المنافق مثل الشاة العائرة ... الحديث.

قال الدارقطني: هذا باطل بهذا الإسناد، والحسن وأبو مصعب ثقتان ولكن هذا الشيخ توهمه فمر فيه وانقلب عليه إسناده , والله أعلم

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام دارقطنی کی سند سے روایت نقل کی اور پھر امام دارقطنی کا کلام نقل کیا

یہ روایت اس سند سے جھوٹی ہے پھر حافظ نے فرمایا حسن اور ابو مصعب دونوں ثقہ ہیں لیکن اس شیخ (مسعدة بن بکر الفرغانی) کو یہاں پر وہم ہو گیا ہے اور اس پر اس کی سند منقلب ہو گئی ہے.

(كتاب لسان الميزان ت أبي غدة 8/39)

یہ دلائل ہیں اس راوی کے متہم ہونے پر کیونکہ اس راوی کا جھوٹی روایت کو بیان کرنے میں تفرد ہے اور ایسا راوی جو جھوٹی روایات بیان کرتا اس کی کوئی توثیق مروی نہ ہو اس کا وہمی ہونا معروف نہ ہو تو محدثین کرام اس کو متہم قرار دیتے ہیں مثال ملاحظہ ہو.

امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

متهم يأتي بالموضوعات

اس راوی پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے کیونکہ یہ موضوع روایات بیان کرتا ہے.

(دیوان أسماء الضعفاء والمتروکین :- 300)

امام ابن عراق الکنانی م963ھ رحمہ اللہ ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں :

لا أدري من هو وخبره باطل وهو متهم بوضعه .

میں نہیں جانتا یہ کون ہے مگر اس کی روایت باطل ہے اور یہ متہم بالوضع ہے (یعنی اس پر الزام ہے اس کو گھڑنے کا)

(تنزيه الشريعة المرفوعة ص68)

لہذا ثابت ہوا کہ مسعدۃ بن بکر الفرغانی بھی متہم بالوضع ہے کیونکہ اس نے بھی باطل (جھوٹی) روایات بیان کیں ہیں .

❷ مفتی صاحب فرماتے ہیں کسی حدیث باطل کے روایت کرنے سے راوی کا متہم ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ وہم کی بنیاد پر بھی خبر باطل یا موضوع روایت کر جاتے ہیں .

# الجواب بعون الملک الوهاب

مفتی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ کسی راوی کا باطل روایات بیان کرنے سے اس کا متہم ہونا لازم نہیں آتا وہ وہم کی وجہ سے بھی جھوٹی روایت بیان کر سکتا ہے مگر مفتی صاحب یہ قاعدہ وہاں لاگو ہوگا جہاں راوی کا وہمی ہونا ثابت ہوجائے اور محدثین اس کے وہمی ہونے کی صراحت کردیں .

❸ مفتی صاحب فرماتے ہیں حیرت کی بات ہے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہ رہے ہیں مجھے اس حدیث کا پتہ نہ چل سکا اور ایک محقق صاحب کہ رہے ہیں کہ امام ذہبی کی اس حدیث سے مراد یہ مذکورہ حدیث ہے .

# الجواب بعون الملک الوهاب

مفتی صاحب حیرت تو آپ کو ہوگی جب آپ کے پاس دلیل کا جواب نہیں ہوگا تو ہم نے ہوا ہوائی بات نہیں کی بلکہ دلیل دی ہے کہ ( مسعدة بن بکر الفرغانی ) نے ( محمد بن أحمد ابن عون ) سے واحد یہی زیر بحث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت بیان کی ہے . ملاحظہ ہو .

أخبرنا أبو محمد الحسين بن أحمد السمرقندي الحافظ بنيسابور أنا أبو إبراهيم إسماعيل بن عيسى بن عبد الله التاجر السمرقندي بها ثنا أبو الحسن علي بن محمد بن يحيى بن الفضل بن عبد الله الفارسي ثنا أبو الحسن محمد بن علي بن الحسين الجرجاني الحافظ بسمرقند ثنا مسعدة بن بكر الفرغاني بمرو وأنا سألته فأملى علي بعد جهد ثنا محمد بن أحمد بن أبي عون ثنا عمار بن الحسن ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق بن يسار عن يزيد بن رومان وصالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها قالت استعرت من حفصة بنت رواحة إبرة كنت أخيط بها ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم ........ الخ

( كتاب دلائل النبوة لإسماعيل لأصبهاني : 117 )

آپ کو چاہیے تھا کہ ہماری اس دلیل کو تحقیقی طور پر توڑتے اور کوئی دوسری روایت ڈھونڈ کے لاتے جو مسعدة نے محمد بن أحمد ابن عون سے بیان کی ہو .

لیکن آپ کو ایسی کوئی روایت نہیں ملے گی یہ واحد روایت ہے جو اس نے بیان کی ہے تو جب روایت ہے ہی ایک جو اس نے محمد بن احمد ابن عون سے بیان کی ہے تو یقیناً امام ذہبی کی مراد یہی روایت ہے اگر کوئی دوسری روایت ثابت ہوجاتی تو آپ یہ اشکال قائم کر سکتے تھے کہ ہو سکتا ہے وہ روایت مراد ہو لیکن جب کوئی دوسری روایت ہے ہی نہیں تو امام ذہبی کی مراد یہی روایت ہے .

لہذا امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصریح سے یہ روایت جھوٹی ہے امام ذہبی فرماتے ہیں :

مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد ابن عون بخبر كذب

مسعدة بن بکر نے محمد بن احمد ابن عون کے واسطے سے جھوٹی روایت بیان کی .

(کتاب میزان الاعتدال :- 8464 )

اور وہ روایت یہ زیر بحث روایت ہے کیونکہ مسعدة نے ابن عون کے واسطے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت بیان نہیں کی

اسی طرح امام ابن عراق الکنانی م963ھ نے بھی زیر بحث روایت کو جھوٹ قرار دیا :

مسعدة بن بكر الفرغاني عن محمد بن أحمد بن أبي عون بخبر كذب

( كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة 1/117 )

جہاں تک اس لایعنی اور فضول گفتگو کا تعلق رہا کہ شیخ الاسلام والمسلمین حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ کو اس روایت کا پتہ نہ چل سکا اور مجھے اس روایت کا پتہ چل گیا .

تو عام عوام کو جو یہ بات کرکے آپ نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تو آپ سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا حافظ ابن حجر عسقلانی کو کسی روایت کا علم نہ ہونا اس روایت کے عدم وجود کی دلیل ہے ؟؟ یا کیا وہ روایت بعد والے کسی شخص کو نہیں مل سکتی اگر حافظ کے علم میں نہیں ہے ؟؟

یقیناً آپ کا جواب " نہیں " میں ہوگا تو جب حافظ کے علم میں نہ ہونے سے اس روایت کے وجود کا نہ ہونا لازم نہیں آتا اور اس روایت کا کسی بعد والے کو مل جانا بھی ممکن ہے تو پھر یہ فضول بات کرنے کی کیا ضرورت تھی باقی اس کا تحقیقی جواب آگے آرہا ہے .

❹ مفتی صاحب فرماتے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام دارقطنی رحمھما اللہ کی عبارت سے ان پر وہم کا واقع ہونا بیان کیا یہ بھی ان کے کاذب ہونے کو لازم نہیں آتا.

# الجواب بعون الملک الوھاب

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں :

قال الدارقطني : هذا باطل بهذا الإسناد، والحسن وأبو مصعب ثقتان ولكن هذا الشيخ توهمه فمر فيه وانقلب عليه إسناده , والله أعلم

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام دارقطنی کا مسعدة بن بکر الفرغانی سے مروی ایک روایت پر کلام نقل کیا کہ امام دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت اس سند سے باطل ہے پھر فرمایا حسن اور ابو مصعب دونوں ثقہ ہیں لیکن اس شیخ ( مسعدة بن بکر الفرغانی ) کو یہاں پر وہم ہو گیا ہے اور اس پر سند منقلب ہو گئی ہے .

( كتاب لسان الميزان ت أبي غدة 8/39 )

امام دارقطنی کا کلام خاص سند پر ہے یہ بالعموم نہیں اور اس سے مسعدة بن بکر الفرغانی کا وہمی ہونا بھی لازم نہیں آتا کیونکہ کذاب اور احادیث گھڑنے والے راوی جان بوجھ کر بھی اسناد مقلوب کیا کرتے ہیں اس کی تفصیل امام ذہبی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے

[ كتاب الموقظة ت أبي غدة ص60 ]

لہذا اگر مسعدة کو وہمی ثابت کرنا ہے تو آئمہ محدثین سے تصریحات پیش کریں کہ یہ وہمی ہے امام دارقطنی کا کلام بالعموم نہیں بلکہ خاص سند پر ہے .

❺ مفتی صاحب فرماتے ہیں محقق صاحب امام دارقطنی رحمہ اللہ کی طرف یہ منسوب کررہے ہیں کہ انہوں نے مسعدۃ کو جھوٹا قرار دیا

# الجواب بعون الملک الوھاب

یہاں پر بھی مفتی صاحب میری عبارت کو سمجھ نہیں سکے اور میری طرف وہ بات منسوب کردی جو میں نے کہی ہی نہیں احباب میری شروع میں مکمل تحقیق پڑھ آئے میں نے اپنی پوری تحقیق میں کہیں یہ نہیں کہا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مسعدۃ بن بکر الفرغانی کو کذاب کہا ہے بلکہ میری عبارت درج ذیل ہے .

مسعدۃ بن بکر الفرغانی کی ایک اور روایت کو ذکر کرکے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو جھوٹا قرار دیا اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے موافقت کی .

(کتاب لسان المیزان 6/22)

اب میری اس عبارت کو پڑھنے کے بعد ہر عقل و شعور رکھنے والا بندہ بتا دے گا کہ میں نے امام دارقطنی سے اس راوی کا جھوٹا ہونا نقل نہیں کیا بلکہ اس کی بیان کردہ روایت کا جھوٹا ہونا نقل کیا جس کی تفصیل ہم اوپر بیان کر کے آرہے ہیں .

مفتی صاحب اپنے اوہام کو ہماری خطاء قرار دے رہے ہیں .. سبحان اللہ

❻ مفتی صاحب فرماتے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں مجھے اس باطل خبر کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا ہمارے محترم فرمارہے ہیں یہی وہ خبر کاذب ہے .

پتا نہیں مفتی صاحب کو اس جملے میں ایسا کیا لطف آرہا ہے کہ دوسری بار اپنی اس لایعنی گفتگو کو دہرا رہے ہیں اس کا ضمنی طور پر جواب میں اوپر عرض کر آیا ہوں کے حافظ کو روایت کا معلوم نہ ہونا اس روایت کے عدم وجود کو مستلزم نہیں اور اسی طرح یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ روایت بعد والے کسی شخص کو نہ ملے تحقیقی جواب درج ذیل ہے .

الإمام عز الدين الصنعاني حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قول أبي حنيفة بجواز بيع الوقف

امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ وقف کو فروخت کرنا جائز ہے ۔

جبکہ حدیث میں واضح آیا ہے .

لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا ، وَلَا يُوهَبُ ، وَلَا يُورَثُ

وقف نہ فروخت کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے نہ وراثت میں کسی کو ملے .

یہ حدیث اعلی درجے کی صحیح ہے اور صحیح بخاری مسلم کی متفق حدیث اور درجنوں کتب احادیث میں موجود ہے

( صحیح البخاري :- 2772 )
( صحیح مسلم :- 4224 )

*لیکن یہ حدیث اتنی مشہور و معروف ہونے کے باوجود بھی امام ابو حنیفہ کے علم میں نہیں تھی*

چنانچہ قاضی ابویوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إنه لو بلغ أبا حنيفة هذا الحديث لقال به ورجع عن بيع الوقف

اگر یہ حدیث امام ابو حنیفہ تک پہنچ جاتی تو اسی کے مطابق موقف اختیار کرتے اور اپنے وقف کو فروخت کرنے کے مسئلے سے رجوع کر لیتے ہیں .

(کتاب سبل السلام 2/128)

اب یہاں پر کوئی مفتی عبید رضا صاحب جیسا بندہ اٹھ کر کہے کہ مجھے حیرت ہورہی ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اتنے بڑے امام ان کو یہ حدیث نہیں ملی تو قاضی ابو یوسف کو کیسے مل گئی اور امام بخاری مسلم اور دیگر محدثین کو کیسے مل گئی ؟؟

تو جو جواب اس کو دیا جائے گا وہی جواب ہمارا بھی ہے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے معاملے میں .

## ایک اور مثال ملاحظہ ہو :-

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ابو طاہر سلفی رحمھما اللہ نے اپنی سند صحیح کے ساتھ روایت کیا کہ امام ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ الیشکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں تھا کہ ان کے پاس کسی قاضی کا خط آیا جس میں اس نے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا تھا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے لکھو (ہاتھ) کاٹا جائے گا، کاٹا جائے گا میں نے کہا رک جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاَ قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلاَ كَثَرَ

پھل اور شگوفے (چرانے) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جیسے ہی یہ حدیث سنی تو فرمایا میرے لکھے ہوئے فتوے کو کاٹ دو اور لکھو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا .

(الطیوریات 3/971)
(کتاب السنۃ لعبد اللہ بن أحمد 1/221)

اب یہ اتنی مشہور حدیث جو درجنوں کتب احادیث میں موجود ہے کوئی مفتی عبید رضا مدنی صاحب جیسا شخص اٹھ کر کہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو یہ حدیث نہیں ملی ان کے علم میں یہ حدیث نہیں تھی تو کسی اور کو کیسے مل گئی مجھے تو بہت حیرت ہے تو جو اس کا جواب دیا جائے گا وہی جواب حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ والی عبارت کا ہے .

بڑی سادہ سی بات تھی لیکن ہماری عوام مثالوں کے بغیر سمجھتی نہیں ہے کہ کسی امام کا کسی روایت پر مطلع نہ ہونا اس کے عدم وجود یا کسی بعد والے کو اس روایت کے نہ ملنے کی دلیل نہیں ہے .

لہذا مفتی صاحب نے جو یہ شوشہ چھوڑا ہے یہ ان کے منہج محدثین سے نہ واقفیت پر دلالت کرتا ہے ان کو حیرت ہونی بھی چاہئے .

لہذا ثابت ہوا امام ذہبی رحمہ اللہ کی عبارت میں کذب سے مراد یہی زیر بحث سیدہ عائشہ والی روایت ہے

❼ مفتی صاحب فرماتے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد امام سخاوی نے بغیر کسی تردد کے اس روایت کو اپنی کتاب میں ذکر کیا اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں نقل کیا جس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں میں اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں لایا . رحمھم اللہ

## الجواب بعون الملک الوھاب

کیا امام سخاوی رحمہ اللہ کا اس روایت کو بغیر کسی تردد کے نقل کرنا اس روایت کے وجود کی یا اس روایت کے موضوع نہ ہونے کی دلیل ہے ؟؟ اگر مفتی موصوف ہاں میں جواب دیں گے تو ان شاء اللہ اس پر ہم تفصیل سے علیحدہ رد لکھیں گے ابھی ضمنی جواب لے لیں
اصل میں مفتی صاحب کو بھی پتہ ہے کہ جو وہ باتیں کر رہے ہیں وہ فضول ہے ان کا حاصل کچھ نہیں بس خوامخواہ صفحات بڑھانے کے چکر میں .
احباب اس بات کو یاد رکھیں کہ کسی محدث کا کسی روایت کو اپنی کتاب میں نقل کر دینا ہر گز اس کے وجود کو مستلزم نہیں .

یہاں تو امام سخاوی نے فقط اس روایت کو نقل کیا ہے امام حاکم نیشاپوری نے مستدرک للحاکم میں شرط لگائی ہے کہ میں اس میں وہ روایات لے کے آؤں گا جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہو گیں مگر اس کے باوجود احباب امام ذہبی کی تلخیص کا مطالعہ کریں جو انہوں نے مستدرک پر لکھی اس میں درجنوں ایسی روایات پر امام ذہبی نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے جن کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے تو امام حاکم کے صحیح کہنے سے بھی یہ لازم نہیں آیا کہ اس روایت کا وجود ہو جب کہ امام حاکم متقدمین آئمہ میں سے ہیں اور ناقد رجال اور حافظ حدیث ہیں اس کے باوجود بھی انہوں نے جن احادیث کو صحیح کہا ان کو امام ذہبی نے موضوع قرار دیا

تو امام سخاوی تو متاخرین میں سے ہیں اور ناقدین میں سے بھی نہیں ہیں ان کا کسی روایت کو فقط نقل کر دینا اس روایت کے وجود کو کیسے مستلزم ہو سکتا ہے ؟؟ عجیب جہالت اور منہج محدثین سے نہ واقفیت ہے!!

**مثال ملاحظہ ہو کہ امام حاکم نے ایک حدیث کو صحیح کہا اور امام ذہبی نے اس کو موضوع قرار دیا :**

حدثني أبو بكر محمد بن علي الفقيه الإمام الشاشي ، ببخارى ، ثنا النعمان بن هارون البلدي ، ثنا أبو جعفر أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني ، ثنا عبد الرزاق ، ثنا سفيان الثوري ، عن عبد الله بن عثمان بن خثيم ، عن عبد الرحمن بن بهمان قال : سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بضبع علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهو يقول : «هذا أمير البررة ، قاتل الفجرة ، منصور من نصره ، مخذول من خذله» ، ثم مد بها صوته «هذا حديث صحيح الإسناد ، ولم يخرجاه»

ترجمہ :- جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا بازو تھام کر فرمایا یہ نیکو کاروں کا امیر ہے فاجروں کا قاتل ہے جو ان کی مدد کرے گا اس کی ( من جانب اللہ ) مدد کی جائے گی جو ان کو ستائے گا وہ ( من جانب اللہ ) ذلیل ہو گا ( یہ کہتے کہتے ) آپکی آواز اونچی ہو گئی .

امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری اور مسلم نے اسے نقل نہیں کیا .

امام ذہبی امام حاکم کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
بل واللہ موضوع
اللہ کی قسم یہ روایت موضوع ہے .

اور امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب الموضوعات للمستدرک میں فرماتے ہیں :

قلت : فهذا كذب، وأحمد دجال

میں کہتا ہوں یہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی سند میں أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني دجال ہے .

( كتاب المستدرك على الصحيحين للحاكم - ط العلمية 3/140 )

( كتاب موضوعات المستدرک للذهبي ص5 )

ایسی درجنوں روایات کو امام ذہبی نے موضوع قرار دیا ہے جن کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے ان کا مطالعہ کرنے کے لئے امام ذہبی کی تلخیص اور امام ذہبی کی الموضوعات للمستدرک کا مطالعہ کریں

اتنی لمبی گفتگو کرنے کا مقصد یہ بات سمجھانا تھا کہ جب امام حاکم جیسا امام حافظ ناقد اور علم حدیث میں حاکم کا درجہ رکھنے والا وہ بھی جب کسی حدیث کو صحیح کہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس حدیث کا وجود ہو تو امام سخاوی جیسے متاخرین کا فقط کسی حدیث کو نقل کر دینا اس کے وجود کو کیسے مستلزم ہو سکتا ہے ؟؟

کوئی بھی ذرا سا بھی منہج محدثین اور علم حدیث سے شغف رکھنے والا شخص یہ بات نہیں کر سکتا مفتی موصوف پر اللہ رحم فرمائے .

❽ مفتی صاحب فرماتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں نقل کیا جس کے بارے میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کی یہ کتاب موضوع روایات سے پاک ہے .

## الجواب بعون الملك الوهاب

امام سیوطی رحمہ اللہ کی شرط کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ آپ نے اپنی اس کتاب میں ان روایات کو بھی شامل کر دیا جن کو آپ نے اپنی دوسری کتاب " ذیل اللآلئ المصنوعة " میں موضوع قرار دیا ہے محققین کی اس پر تصریحات موجود ہیں :

وفي الخصائص الكبرى أحاديث واهية وموضوعة نبه على بعضها في ذيل اللآلى فالسيوطي أخل بشرطه في الخصائص الكبرى جزما .

اور خصائص کبریٰ میں واھی اور موضوع روایات ہیں جن میں سے بعض " ذیل اللآلئ المصنوعة " میں مذکور ہیں سیوطی رحمہ اللہ نے واضح طور پر خصائص کبریٰ میں اپنی شرط کی خلاف ورزی کی ہے .

( تنزيه الشريعة المرفوعة 1/326 حاشية )

خصائص الکبریٰ کی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی آخری کتاب " الجامع الصغير " میں بھی یہی شرط لگائی تھی کہ اس کتاب میں موضوع احادیث نقل نہیں کریں گے مگر اس میں بھی سینکڑوں موضوع احادیث نقل کی علامہ ابوالحسنات عبدالحئ لکھنوی حنفی م1304ھ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

والأحاديث الموضوعة التي وقعت للحافظ السيوطي رحمه الله في "الجامع الصغير" كثيرة غير قليلة كما سيأتي بيان عددها وبعضها قد حكم السيوطي نفسه بوضعه في كتابه : "ذيل اللآلئ"

حافظ سیوطی رحمہ اللہ سے جامع صغیر میں چند نہیں بلکہ کثیر موضوع احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ تعداد میں بیان کیا جائے گا اور ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جن کو خود امام سیوطی نے اپنی کتاب "ذیل اللآلئ" میں منگھڑت قرار دیا .

( الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة ص126 )

علامہ احمد بن صدیق الغماری المالکی م1320ھ نے پوری کتاب لکھی بنام "المغیر علی الأحادیث الموضوعة فی الجامع الصغیر" جس میں انہوں نے امام سیوطی کی کتاب جامع صغیر سے 456 موضوع روایات نقل کیں .

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ امام سیوطی کی شرط کا کوئی اعتبار نہیں آپ نے اپنی مشروط کتب میں بھی سینکڑوں موضوع احادیث شامل کیں . (رفع الله درجتك فی أعلی علیین)

دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ اگر محدثین کی شرائط پر ہی احادیث کی صحت اور ضعف کا فیصلہ کرنا ہے تو پھر یہ لازم آئے گا کہ مانا جائے .

صحیح ابن حبان

صحیح ابن خزیمہ

مستدرک للحاکم

اور ان جیسی وہ تمام کتب جن کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں صحیح احادیث لانے کی شرط لگائی ان کتب میں تمام کی تمام احادیث صحیح ہیں حالانکہ کہ اہل علم جانتے ہیں کہ ان کتب میں ضعیف، ضعیف جداً، موضوع ہر قسم کی روایات موجود ہیں .

جب کہ ہم ابھی اوپر ایک مثال نقل کر کے آرہے ہیں کہ امام حاکم نے ایک حدیث کو صحیح قرار دیا جبکہ امام ذہبی نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا کہ یہ جھوٹی ہے گڑھی ہوئی ہے .

لہذا محدث کا حکم اور اس کی شرط تب ہی فائدہ دے گی جب روایت کے سند و متن میں علت قادحہ واقع نہ ہو . جب کہ ہم اوپر تمام دلائل کے ساتھ ثابت کر آئے کہ زیر بحث روایت سنداً متناً اصول محدثین پر موضوع ہے لہذا امام سیوطی کا اس کو خصائص الکبریٰ میں نقل کرنا انکا تسامح ہے اگر وہ اس پر صحت کا بھی حکم لگا دیتے تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ روایت اصول محدثین پر موضوع ہے میں نے یہاں پر مثالیں نقل نہیں کی صرف محدثین اور محققین کے کلام ہی پر اکتفا کیا ورنہ میں یہاں مثالیں نقل کرتا کہ امام سیوطی نے ایک روایت کو خود موضوع قرار دیا اور پھر خود اپنی کتاب خصائص الکبریٰ اور جامع الصغیر میں لے آئے جہاں انہوں نے موضوع روایت نہ لانے کی شرط لگائی ہوئی ہے .

⑨ مفتی صاحب فرماتے ہیں یہ جو کہا گیا کہ جس بھی حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو " یا حمیراء " کے الفاظ سے پکارا گیا وہ موضوع ہے اور اس پر امام جمال الدین المزی کے قول کو بھی بیان کیا گیا اپنی جگہ یہ قول درست ہے اس طرح کے کئی اقوال کتب اصول و رجال میں مذکور ہوتے ہیں لیکن علماء مسلسل ان میں استثناءات بیان کرتے رہتے ہیں یہاں بھی ایسا ہی ہے .

## الجواب بعون الملک الوهاب

مفتی صاحب کا یہ فرمانا کے زیر بحث روایت بھی ان استثنائی روایات میں سے ایک ہے مفتی صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل مردود اور باطل ہے مفتی صاحب نے اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں دی کہ یہ روایت بھی ان استثنائی روایات میں سے ایک ہے جن میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حمیراء کہہ کر پکارا گیا اور وہ موضوع نہیں ہیں .

جہاں تک مفتی صاحب نے کہا کہ محدثین اس قاعدے میں مسلسل استثناءات بیان کرتے رہے ہیں تو یہ بات تو ہم بھی اپنی پچھلی تحریر میں کر چکے ہیں کہ امام جمال الدین المزی رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے لیکن جو روایات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں ان کی صراحت محدثین کرام نے کر دی ہے لہذا مفتی صاحب نے آخر میں اس قاعدے سے مستثنیٰ روایات کا جو ذکر کیا ہے ان روایات کا ذکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں تھی کیونکہ ان روایات کی صراحت محدثین کرام نے کر دی ہے مفتی صاحب نے کوئی نیا کام نہیں کیا اس روایت کے مستثنیٰ ہونے کی کوئی دلیل نہ ہونے پر یہ بھی اس قاعدے کے تحت داخل ہے اور موضوع ہے .

⑩ مفتی صاحب فرماتے ہیں امام مزی کے اس قول کے متعلق ملا علی قاری فرماتے ہیں :

قال ابن حجر : " نقل عن الإمام جمال الدين يوسف المزني أنه قال : كل حديث فيه يا حميراء فهو موضوع والله تعالى أعلم " هذه المقالة لا تصح على عمومها لأن مجرد اشتمال الحديث على " يا حميراء " لا يدل على الوضع ، نعم إن وجد معه أسباب أخر تدل على الوضع يحكم به وإلا فلا

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح 6/178 مطبوعة كوئته)

ترجمہ : حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ امام جمال الدین یوسف المزنی سے منقول ہے کہ : "ہر حدیث جس میں یا حمیراء ہو تو وہ موضوع ہے واللہ اعلم " یہ قول عمومیت کیساتھ درست نہیں کیونکہ محض حدیث کا یا حمیراء پر مشتمل ہونا وضع پر دلالت نہیں کرتا ہاں اگر کوئی اور وجوہات پائی جائیں جو وضع پر دلالت کرتی ہوں تب ہی اس کی وضع کا حکم ہوگا ورنہ نہیں۔

## الجواب بعون الملک الوهاب

مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ امام ملا علی قاری کا کلام ہماری مخالفت میں نہیں بلکہ ہماری موافقت میں ہے اور آپ کی مخالفت میں ہے .

استثنائی صورت کے تو ہم بھی قائل ہیں ہم نے اپنی پچھلی تحریر میں اس کا ذکر بھی کیا مگر یہ روایت مستثنیٰ روایات میں سے ایک ہے اس کی کوئی دلیل نہیں لہذا یہ عام قاعدے کے تحت داخل ہے اور موضوع ہے .

اور جہاں تک ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بات رہی کہ وضع پر دلالت کرنے والی کوئی اور وجوہات پائی جائیں تو زیر بحث روایت میں وضع پر دلالت کرنے والی دوسری وجہ موجود ہے اور وہ ہے ( مسعدة بن بکر الفرغانی ) جو کہ متہم بالوضع راوی ہے جیسا کہ ہم پیچھے ثابت کر آئے .

لہذا امام ملا علی قاری کے فرمان کے تحت بھی یہ روایت موضوع ثابت ہوئی والحمدللہ .

**یہاں مفتی صاحب کے تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات مکمل ہوئے .**

# خلاصہ کلام

تمام گفتگو کا حاصل یہ ہوا کہ زیر بحث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب روایت جس میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے چہرہ انور کی روشنی سے کھوئی ہوئی سوئی مل جاتی ہے اصول محدثین پر اور کلام محدثین پر موضوع اور باطل ہے .

اس کی سند میں مسعدۃ بن بکر الفرغانی متھم بالوضع راوی موجود ہے .

اور یہ روایت اس قاعدے کے تحت بھی باطل اور موضوع ہے جس میں امام مزی، حافظ ابن کثیر، امام زرکشی، علامہ ابن قیم الجوزیہ نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ ہر وہ روایت جس میں سیدہ عائشہ کو حمیرا کہہ کر پکارا گیا ہے وہ موضوع ہے جو روایات مستثنیٰ ہیں ان کی صراحت آئمہ حدیث نے کر دی ہے اور یہ روایت ان مستثنیٰ روایات میں سے نہیں لہذا موضوع ہے .

اور یہ روایت امام ذہبی اور ابن عراق کنانی کے کلام کے تحت بھی باطل ہے جو انہوں نے فرمایا کہ مسعدۃ نے ابن عون سے جھوٹی خبر روایت کی اور وہ یہی زیر بحث روایت ہے جیسا کہ ہم اوپر تفصیلی ثابت کر آئے .

ہم نے مفتی صاحب کے کئے گئے تمام اعتراضات کا الحمدللہ اصولی اور تحقیقی جواب دیا اور اصول محدثین اور کلام محدثین کے تحت اس روایت کو موضوع اور من گھڑت ثابت کیا جس روایت کو مفتی صاحب ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرمارہے تھے

اللہ تعالی ہمیں نبی علیہ السلام کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب جھوٹ کی عوام الناس میں نشاندہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے .

هذا ما عندي والعلم عندالله

فقط واللہ ورسولہ اعلم باالصواب

خادم الحدیث النبوی ﷺ سید محمد عاقب حسین رضوی

مؤرخہ 7 محرم الحرام 1444ھ